سورة النحل

آیات ۱۲۰ - ۱۲۸

إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿١٢٠﴾
شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهٖ ۗ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾
وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۗ وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۗ﴿١٢٢﴾
ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾
إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٢٤﴾
اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ
ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٢٥﴾
وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۗ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿١٢٦﴾
وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٧﴾
إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾ ع

سُوْرَةُ النَحل

مكية

آيات 128

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ①

سورت کا مرکزی مضمون: توحید کا اثبات اور شرک کی نفی (اسلام کے بنیادی عقائد یعنی اللہ کی الوہیت، حاکمیت، وحی الٰہی، بعث بعد الموت کا عقیدہ، رسول کی دعوت کو نہ ماننے کے نتائج پر تنبیہ و فہمائش اور حق کی مخالفت پر زجر و توبیخ)

آیات 1 تا 21

توحید (خالقیت، ربوبیت، اور قدرت) کے تکوینی اور عقلی دلائل

آیات 22 تا 34

مشرکین (مستکبرین) کے خلاف فردِ جرم — دنیا و آخرت میں ان کی جزا

آیات 35 تا 40

مشرکین کی بعض گمراہیوں اور باطل نظریات کا تذکرہ اور اُن کی تردید

آیات 41 تا 60

مومنین کو ہجرت کی بشارت و جزا، مشرکین کو ان کی سرکشی پر تہدید و وعید اثباتِ توحید اور تردیدِ شرک کے دلائل

آیات 61 تا 65

نزولِ قرآن کی حکمتوں کی وضاحت مشرکین کو تنبیہ - اللہ کی دی گئی مہلت کا وقت ہر گز آگے پیچھے نہیں ہوتا

آیات 66 تا 83

اثباتِ توحید و آخرت اور شرک کی تردید کے مزید دلائل - اللہ کی بے شمار نعمتوں اور مشرکین کا ان نعمتوں کا کفران

آیات 84 تا 89

مناظرِ قیامت سے مشرکین اور منکرینِ آخرت کو تخویف رسول کی امت پر دعوت پہنچا دینے کی گواہی، شہادت علی الناس

آیات 90 تا 95

ہدایاتِ ربانی - (عدل، احسان، قرابت داری کی ہدایت - بے حیائی، برائی اور ظلم کی ممانعت) - ایفائے عہد کی تاکید

آیات 96 تا 105

حق پہ ثابت قدمی دنیا و آخرت میں بہترین صلے کا باعث، قرآن سے اخذ ہدایت کی راہ میں شیطان رکاوٹ - اس کے شر سے بچو

آیات 106 تا 111

حق کے راہیوں کو صبر و استقامت کی تلقین اسلام سے برگشتہ ہونے والے کو سخت وعید اہل ایمان کو ہجرت کا اشارہ اور اس کا اجر

آیات 112 تا 119

قریشی قیادت کو ایک تمثیل کے ذریعے سے کفرانِ نعمت کی سزا کی تنبیہ توحیدِ حاکمیت - (خود حلال و حرام نہ ٹھہراؤ)

آیات 120 تا 124

سیرت ابراہیمؑ سے توحید اور شکر پر استدلال ابراہیمؑ اپنی ذات میں خود ایک امت قریش کو ابراہیمؑ کے راستے پر چلنے کی ہدایت

اختتامیہ (آیات 125 تا 128): مسلمانوں کو حکمت و موعظت کے ساتھ دعوت کی ہدایت، صبر و استقامت کی تلقین، صبر و استقامت کے حصول کا ذریعہ تعلق باللہ ہے، مکر اور سازشوں سے دل شکستہ نہ ہونے کی ہدایت

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ - بیشک ابراہیم (علیہ السلام) تھے

كَانَ يَكُوْنُ ، كَوْنًا :ہونا

اُمَّةً - ایک (پوری) اُمّت

امت کے چند معانی لغت میں :(۱)وہ انسان جو تمام خوبیوں کا جامع ہو۔ (۲) امام اور پیشوا۔ (۳) علمبردار حق و صداقت۔ (۴) جو دنیا بھر سے الگ تھلگ ہو۔(۵)وہ قوم جس کی طرف رسول بھیجا گیا ہو

قَانِتًا - اطاعت کرنے والے (مطیع)

قَنَتَ يَقْنُتُ ، قُنُوتًا :اطاعت گذار/ فرمانبردار ہونا

قَانِتًا :اطاعت گزار (فرمانبردار) اسم فاعل

قُنُوت :اطاعت گزاری، خشوع و خضوع، دعا، عبادت

لِّلّٰهِ حَنِيْفًا - سب سے کٹ کر اللہ کا ہو رہنے والے

حَنِيْف :سب باطل راہیں چھوڑ کر راہ حق پر چلنے والا، سیدھی راہ والا (یکسو)

وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ -اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ - شکر ادا کرنے والا اللہ کی نعمتوں کا

شَاكِر :شکر کرنے والا

اَ نْعُم : نِعْمَةٌ کی جمع (نعمتیں)

اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ - منتخب کرلیا تھا اسے اللہ نے اور ہدایت دی اسے

اِجْتَبٰى يَجْتَبِىْ ، اِجْتِبَآءٌ : چن لینا (VIII)

اردو میں : مجتبٰی (چنا ہوا) برگزیدہ

إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾

إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ - ایک سیدھے راستے کی طرف

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً - اور دی تھی ہم نے اسے دنیا میں بھلائی

اٰتٰى يُؤْتِيْ ، اِيْتَآءٌ : دینا

وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ - اور وہ آخرت میں یقیناً ہوگا

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ - صالحین میں سے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

واقعہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا، اللہ کا مطیع فرمان اور یک سو وہ کبھی مشرک نہ تھا.

اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والا تھا اللہ نے اس کو منتخب کر لیا اور سیدھا راستہ دکھایا.

دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا

Indeed Abraham was a whole community by himself, obedient to Allah, exclusively devoted to Him. And he was never one of those who associated others with Allah in His Divinity.

He rendered thanks to Allah for His bounties so that Allah chose him (for His favors) and directed him to the Right Way.

We bestowed good upon him in this world, and in the Hereafter he shall certainly be among the righteous.

محمد اقبال

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٢٢﴾

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اکیلے ایک امت کے مقامِ بلند و منزلت پر فائز

- اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی جامعیت اور مرکزیت کی جو توصیف اور مدح و ثنا فرمائی ہے اسے پڑھ کر ہی ان کی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔
- قرآنِ کریم نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو بطور نمونۂ ہدایت، مجسمۂ انابت، صبر و شکر کا پیکر، مطیع و عبادت گزار، تمام انسانی فضائل واقدار کے مالک اور اللہ کے مطلوب انسان کے نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے
- وہ اپنی ذات میں ایک امت تھے،اس کو کئی طریقے سے بیان کیا جاسکتا ہے:

(ا) جب دنیا میں کوئی مسلمان نہ تھا تو ایک طرف وہ اکیلے اسلام کا علمبردار تھے اور دوسری طرف ساری دنیا کفر کی علمبردار تھی۔اس اکیلے بندۂ خدا نے وہ کام کیا جو ایک امت کے کرنے کا تھا۔وہ ایک شخص نہ تھا بلکہ ایک پورا ادارہ تھا۔

(۲) ان کے اندر جو اطاعت،انابت اور شکر و برکت تھی وہ پوری امت کے برابر تھی

(۳) وہ امامِ ہدایت تھے کیونکہ جو امام ہدایت کی راہ دکھائے وہی امت کا قائد ہوتا ہے اور ایسے امام کو ان تمام لوگوں کے اعمال کا ثواب بھی ملے گا جن کو اس نے ہدایت کا راستہ دکھایا۔ اس طرح یہ راہنما بذات خود ایک امت بن جاتا ہے۔وہ فرد واحد نہیں رہتا

- قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ابراہیم علیہ السلام کی اوصاف بیان ہوئے ہیں، یہاں ان کیا مقام اور محل ہے؟

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

- اس مکی سورت میں بنیادی خطاب مشرکین مکہ کو ہے جو اپنی تمام خرافات کو ابراہیم علیہ اسلام سے نسبت دیتے تھے کہ وہ ان کی اولاد ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کے راستے پر ہی وہ چل رہے ہیں
(یہود اور نصاریٰ بھی اپنی تمام تحریفات اور خرافات کے باوصف ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتے تھے)
- یہاں مشرکین مکہ (اور دیگر تمام گمراہ مذہب و فرقے جو اپنا انتساب ابراہیم علیہ السلام کی طرف کرتے تھے) کو بتایا جارہا ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو ان سے کوئی تعلق نہیں، وہ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ مشرک (اس بات کو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے)
- کفار مکہ کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ حالانکہ تم نے سینکڑوں بتوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان کی پوجا کرتے ہو۔ حضرت ابراہیم تو موحد تھے۔ان کا کفر و شرک سے تو دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔
- تم شرک کی غلاظت میں لتھڑے ہوئے ہو، جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندے تھے، انھوں نے عالم گیر مشرکانہ ماحول میں اپنے آپ کو توحید کے لیے یکسو کر لیا تھا، حضرت ابراہیم کے اس کمال ایمان کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنی ہدایت کی راہیں کھول دیں اور ان کو پیغمبری کے لیے چن لیا تاکہ وہ دنیا والوں کو خدا کے دین سے آگاہ کریں۔
- تم اپنے اوپر نعمتوں کو اپنے بتوں کی طرف نسبت دیتے ہو جبکہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کی نعمتوں پر اللہ ہی کے شکر گزار تھے اور ان کی اسی شکر گزاری کی برکت تھی کہ خدا نے ان کو منصب نبوت کے لیے انتخاب فرمایا اور ایک صحیح راہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی
تھے تو آباوہ تمھارے ہی، مگر تم کیا ہو؟

ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا‌ ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَى الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ‌ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾

ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ - پھر وحی بھیجی ہم نے آپ کی طرف

اَوۡحٰی یُوۡحِیۡ ، اِیۡحَآءٌ :وحی کرنا (IV)

اَنِ اتَّبِعۡ - کہ پیروی کرو

مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا - ابراہیم کے طریقہ کی یکسو ہو کر

وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ - اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ - حقیقت یہ ہے کہ بنایا (مقرر کیا) گیا تھا ہفتے کا دن

جَعَلَ یَجۡعَلُ ، جَعۡلًا: بنانا، مقرر کرنا

سَبۡت: کام کاج سے چھٹی کا دن(Sabath)

بنی اسرائیل کا مقدس دن

عَلَى الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ - ان پر جنھوں نے اختلاف کیا اس میں

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ - اور یقیناً تیرا رب ضرور فیصلہ کرے گا

حَکَمَ یَحۡکُمُ ، حُکۡمًا : حکم کرنا، فیصلہ کرنا

بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ - اُن کے درمیان قیامت کے دن (ان باتوں کا)

فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ - جن میں وہ اختلاف کرتے تھے

ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَى الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا
فِيۡهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾

پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا

رہا سبت، تو وہ ہم نے اُن لوگوں پر مسلط کیا تھا جنہوں نے اس کے احکام میں اختلاف کیا، اور یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں

Then We revealed to you: "Follow the way of Abraham with exclusive devotion to Allah. He was not one of those who associated others with Allah in His Divinity."
As for the Sabbath, it was made incumbent only on those who differed about its laws.
Certainly your Lord will judge on the Day of Resurrection between them regarding the matters they disputed.

محمد اقبال

ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ‌ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾

ملتِ ابراہیم کی پیروی کے حکم کی معنویت

- یہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا غالباً سب سے بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین (ﷺ) کو آپ (علیہ السلام) کی ملت کے اتباع کا حکم دیا
- اس اتباع سے کیا مراد ہے؟ اس اتباع سے مراد یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کا لایا ہوا دین اصول و عقائد میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کے ساتھ متفق ہے کہ بنیادی اصول دونوں کے ایک ہی ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پورے دین اور اس کی جزئیات میں حضرت ابراہیم (علیہ االسلام) کے پیروکار تھے

- اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری اور غیر اللہ سے یکسر لاتعلّقی کا اعلیٰ معیار جو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے قائم کیا تھا اسے اگر آگے بڑھانا تھا تو یقیناً اس کے لیے آپ ﷺ کی ذات عزیز اور آپ ؐ کی عظیم امت کی ضرورت تھی۔
- ملت ابراہمی کی پیروی کے یہ سارے مدعی، یہود، نصریٰ اور مشرکین، تو بالکل جھوٹے ہیں، ہاں ہم نے تمہاری طرف البتہ یہ وحی کی کہ تم ملت ابراہیم کی پیروی کرو چنانچہ تمہاری ملت ابراہیم کی ملت ہے۔
- ملّتِ ابراہیمی کا اگر کوئی صحیح پیرو ہے تو وہ یہ نبیؐ اور اس کے ساتھی ہیں جن کے عقائد اور اعمال میں شرک کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہ مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے تو اپنے دین کو شرک اور تحریف سے آلودہ کر دیا ہے

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (١٢٤)

- لفظ ملت کی تحقیق تاج العروس میں یوں آئی ہے "صحت عقائد، مکارم اخلاق، دعوت وارشاد کا حکیمانہ انداز، دلائل کی پختگی، بیان کی دل نشینی اور منکرین کے جور و جفا کے مقابلے میں حلم و بردباری" یہ وہ ملت ابراہیمی ہے جس کے اتباع کا حکم اس آیت میں دیا جارہا ہے
- چنانچہ آپ ﷺ نے ان اوصاف کو جس طرح نئے سے نئے معنی پہنائے اور جس طرح ان کی درخشندگی کو فزوں تر کیا اور جس طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی کاوشوں کو دنیا کے بیشتر حصے میں کامیابی کی بنیاد بنایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ملت ابراہیم (علیہ السلام) کا حکم دینے کا مقصود کیا تھا اور اس کے نتیجے میں دنیا میں کیا کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔
- یہاں معترضین کے اس اعتراض کا جواب بھی مکمل ہو گیا ہے جو وہ اللہ کی شریعت میں تضاد کی صورت میں دیکھتے تھے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ خدا کی شریعت میں تضاد نہیں ہے، جیسا کہ تم نے یہودیوں کے مذہبی قانون اور شریعت محمدی (ﷺ) کے ظاہری فرق کو دیکھ کر گمان کیا ہے، بلکہ دراصل یہودیوں کو خاص طور پر ان کی نافرمانیوں کی پاداش میں چند نعمتوں سے محروم کیا گیا تھا جن سے دوسروں کو محروم کرنے کی کوئی وجہ نہیں
- دوسرے اعتراض کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ سبت کا معاملہ صرف یہودیوں کے لیے مخصوص تھا ملت ابراہیمی میں حرمت سبت کا کوئی وجود نہیں، یہودیوں کے ہاں سبت کے قانون میں جو سختیاں تم پاتے ہو یہ ابتدائی حکم میں نہ تھیں بلکہ یہ بعد میں یہودیوں کی شرارتوں اور احکام کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے ان پر عائد کی گئی تھیں۔

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ‌ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ - دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف

دَعَا يَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ : بلانا، پکارنا، دعوت دینا

بِالۡحِكۡمَةِ - حکمت کے ساتھ

وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ - اور عمدہ نصیحت کے ساتھ

مَوْعِظَة : ایسی نصیحت جو دل پر اترے

وَجَادِلۡهُمۡ - اور مباحثہ کرو ان سے

جَادَلَ يُجَادِلُ ، مُجَادَلَةٌ : باہم گفتگو کرنا، مباحثہ کرنا (III)

اردو میں : جدل (جنگ وجدل)، جدال (لڑائی)، مجادلہ

بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ - ایسے طریقہ کے ساتھ جو بہترین ہو

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ - بیشک تیرا رب ہی خوب جانتا ہے

بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ - اس کو جو بھٹک گیا اس کے راستے سے

وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ - اور وہی بہتر جانتا ہے ان کو جو ہدایت یافتہ ہیں

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ‌ؕ وَلَـئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ - اور اگر تم بدلہ لو (ع ق ب)

عَاقَبَ يُعَاقِبُ ، مُعَاقَبَةٌ : عذاب دینا، سزا دینا، بدلہ دینا، تکلیف دینا، بدلہ لینا (III)

اردو میں : عقوبت (سزا)، تعاقب، عقبیٰ، عاقب، عاقبت، عقاب

فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ - تو بدلہ لو اس کے مثل

مِثل : مانند

مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ - جتنی تم سے زیادتی کی گئ

وَلَـئِنۡ صَبَرۡتُمۡ - اور یقیناً اگر تم صبر کرو

لَ + اِنْ = لَئِن

لَ : لامِ تاکید، یقیناً

اِنْ : شرطیہ، اگر

لَهُوَ خَيۡرٌ - تو یقیناً (یہ صبر) بہتر ہے

لِّلصّٰبِرِيۡنَ - صبر کرنے والوں کے لیے۔

لِ : حرف جار (Preposition)، کیلئے

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ
سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَٮِٕنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

اے نبیؐ، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے

اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لے لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے

(O Prophet), call to the way of your Lord with wisdom and goodly exhortation, and reason with them in the best manner possible. Surely your Lord knows best who has strayed away from His path, and He also knows well those who are guided to the Right Way.

If you take retribution, then do so in proportion to the wrong done to you. But if you can bear such conduct with patience, indeed that is best for the steadfast.

محمد اقبال

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾

دعوت اسلامی کی بنیادیں

- اپنے موضوع کے حوالے سے یہ قرآنی مجید کی ایک بہت عظیم آیت ہے اس آیتِ کریمہ میں دعوتِ اسلامی کی بنیادیں، تحریک اسلامی کے کام کے اصول و قواعد اور طریقہ کار وضع کیا گیا ہے آپ ﷺ کے لیے اور یہی دستور العمل اور منہاجِ دعوت آپ ﷺ کے بعد آنے والے تمام داعیانِ حق کے لیے بھی مقرر کیا گیا
- دعوت میں تین چیزیں ملحوظ رہنی چاہیں۔ایک حکمت۔دوسری عمدہ نصیحت۔اور تیسری مجادلہ
- دعوتِ دین کے یہ تین مدارج ،انسانی معاشرے میں انسانوں کی تین بنیادی اقسام کے حوالے سے بیان کیے گئے ہیں (جس کا اطلاق ہر نکتے کے ساتھ آگے بیان کیا گیا ہے)

1. حکمت: علم و عقل کی پختگی کی سب سے اعلیٰ سطح ہے۔قرآن میں تین مقامات (البقرۃ ۱۲۹، آل عمران: ۱۶۴ اور الجمعہ : ۲) پر ان مراحل اور درجات کا ذکر کیا گیا ہے جن کے تحت حضورؐ نے اپنے صحابہ کی تربیت فرمائی۔ان میں بلند ترین مرحلہ یا درجہ حکمت کا ہے۔حکمت کے سبب کسی انسان کی سوچ اور علم میں پختگی آتی ہے،اس کی گفتگو میں جامعیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی تجزیاتی اہلیت بہتر ہو جاتی ہے۔اس طرح وہ کسی سے بات کرتے ہوئے یا کسی کو دین کی دعوت دیتے ہوئے معروضی صورت حال، مخاطب کے ذہنی رجحان اور ترجیحات کا درست تجزیہ کرنے کے بعد اپنی گفتگو کے نکات اور دلائل کو ترتیب دیتا ہے۔اسے خوب اندازہ ہوتا ہے کہ کس وقت اسے کیا پیش کرنا ہے اور کس انداز میں پیش کرنا ہے۔کونسا نکتہ بنیادی حیثیت کا درجہ رکھتا ہے اور کون سی دلیل ثانوی اہمیت کی حامل ہے

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾

دعوت اسلامی کی بنیادیں

○ حکمت یہ ہے کہ بیوقوفوں کی طرح اندھادھند تبلیغ نہ کی جائے، بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت استعداد اور حالات کو سمجھ کر، نیز موقع و محل کو دیکھ کر بات کی جائے۔ ہر ایک کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے، جس شخص یا گروہ سے سابقہ پیش آئے، پہلے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے، پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہوں (حکمت، دعوت و تبلیغ کا پہلا درجہ ہے جس کا حق ادا کرنے کے لیے داعی کا صاحبِ حکمت ہونا ضروری ہے)

⇦ اس کا اطلاق معاشرے کے کن افراد پر؟ کسی بھی معاشرے میں علم و دانش کی بلند ترین سطح پر وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اس معاشرے کا دانشور طبقہ (intelligentsia) یا ذہین اقلیت (intellectual minority) کہا جاتا ہے۔ اس طبقے کی حیثیت اس معاشرے یا قوم کے دماغ کی سی ہوتی ہے۔ یہ لوگ اگرچہ تعداد کے لحاظ سے بہت چھوٹی اقلیت پر مشتمل ہوتے ہیں مگر کسی معاشرے کی مجموعی سوچ اور اس کے مزاج کا رخ متعین کرنے میں ان کا کردار یا حصہ فیصلہ کن حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو جذباتی تقاریر اور خوش کن وعظ متاثر نہیں کر سکتے، بلکہ ایسے لوگ کسی سوچ یا نظریے کو قبول کرتے ہیں تو مصدقہ علمی و منطقی دلیل سے قبول کرتے ہیں اور اگر رد کرتے ہیں تو ایسی ہی ٹھوس دلیل سے رد کرتے ہیں۔ پہلا درجہ ایسے ہی لوگوں کے لیے

2. عمدہ نصیحت (موعظہ حسنہ) یعنی اچھا خوبصورت وعظ، اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن کرنے پر اکتفاء کیا جائے بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے۔ برائیوں اور گمراہیوں کا محض عقلی حیثیت ہی سے ابطال نہ کیا جائے بلکہ انسان کی فطرت میں ان کے لیے جو پیدائشی نفرت پائی جاتی ہے اسے بھی ابھارا جائے اور ان کے برے نتائج کا خوف دلایا جائے۔ ہدایت اور عمل صالح کی محض صحت اور خوبی ہی عقلاً ثابت نہ کی جائے بلکہ ان کی طرف رغبت اور شوق بھی پیدا کیا جائے۔

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ‌ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ‏ ﴿۱۲۵﴾

دعوت کے آداب......

☜ **عمدہ نصیحت** کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ نصیحت ایسے طریقہ سے کی جائے جس سے دل سوزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو۔ مخاطب یہ نہ سمجھے کہ ناصح اسے حقیر سمجھ رہا ہے اور اپنی بلندی کے احساس سے لذت لے رہا ہے۔ بلکہ اسے یہ محسوس ہو کہ ناصح کے دل میں اس کی اصلاح کے لیے ایک تڑپ موجود ہے اور وہ حقیقت میں اس کی بھلائی چاہتا ہے۔

☜ **اس کا اطلاق** معاشرے کے کن افراد پر؟

یہ درجہ عوام الناس کے لیے ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کے ذہنوں میں عقل اور منطق کی چھلنیاں نہیں لگی ہوتیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے لیے منطقی مباحث اور فلسفیانہ تقاریر کوئی خاص اپیل نہیں رکھتیں۔ ان کے دل کھلی کتاب اور ذہن صاف سلیٹ کی مانند ہوتے ہیں، آپ ان پر جو لکھنا چاہیں لکھ لیں۔ ایسے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے ان کے جذبات کو اپیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پر تاثیر وعظ اور خلوص و ہمدردی سے کی گئی بات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان کو احساس ہو جاتا ہے کہ داعی ہم پر اپنے علم کا رعب نہیں ڈالنا چاہتا، ہم پر دھونس نہیں جمانا چاہتا، وہ ہم سے اظہار نفرت نہیں کر رہا، ہماری تحقیر نہیں کر رہا، بلکہ اس کے پیش نظر ہماری خیر خواہی ہے۔ چنانچہ داعی کے دل سے نکلی ہوئی بات "از دل خیزد، بر دل ریزد" کے مصداق سیدھی ان کے دلوں میں اتر جاتی ہے۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾

3. **مجادلہ:** دعوت میں جب مکالمے اور مباحثے کی نوبت آئے تو اس کی نوعیت محض مناظرہ بازی اور عقلی کشتی اور ذہنی دنگل کی نہ ہو۔ اس میں کج بحثیاں اور الزام تراشیاں اور چوٹیں اور پھبتیاں نہ ہوں۔ اس کا مقصود حریف مقابل کو چپ کر دینا اور اپنی زبان آوری کے ڈنکے بجا دینا نہ ہو۔ بلکہ اس میں شیریں کلامی ہو۔ اعلیٰ درجہ کا شریفانہ اخلاق ہو۔ معقول اور دل لگتے دلائل ہوں۔ مخاطب کے اندر ضد اور بات کی پچ اور ہٹ دھرمی پیدا نہ ہونے دی جائے۔ سیدھے سیدھے طریقے سے اس کو بات سمجھانے کی کوشش کی جائے اور جب محسوس ہو کہ وہ کج بحثی پر اتر آیا ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ گمراہی میں اور زیادہ دور نہ نکل جائے۔

☞ **اس کا اطلاق** معاشرے کے کن افراد پر؟

☞ دعوت حق کا تیسرا درجہ (مجادلہ) ان عناصر کے لیے ہے جو کسی معاشرے میں خلق خدا کو گمراہ کرنے کے مشن کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ خاص طور پر تربیت حاصل کر کے میدان میں اترے ہیں، یہ لوگ خلوص واخلاص سے کی گئی بات کو کسی قیمت پر ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے چاہے وہ کسی علمی و عقلی دلیل سے ہو یا ہٹ دھرمی سے۔ ایسے لوگوں کو مُسکِت جواب دے کر لاجواب کرنا ضروری ہوتا ہے، ورنہ بعض اوقات عوامی سطح کے اجتماعات میں ان کی بحث برائے بحث کی پالیسی بہت خطرناک ہو سکتی ہے، جس سے عوام الناس کے ذہن منفی طور پر متاثر ہو سکتے ہیں۔ (جیسے عیسائی مشنریز اور ملحدین کا منصوبے کے تحت اسلام کی ہدف بنانا)، ایسے لوگوں سے بحث و مباحثہ کے عمل کو ہمارے ہاں "مناظرہ" کہا جاتا ہے، جبکہ قرآن نے اسے "مجادلہ" کہا ہے۔ اور اس کے لیے بھی قرآن نے اپنے پیروکاروں کے لیے اعلیٰ معیار مقرر کر دیا ہے کہ مخالفین سے مجادلہ بھی ہو تو احسن انداز میں ہو۔ کسی گھٹیا پن کے جواب میں اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے

دعوت کے آداب

- ☆ دعوت اللہ کے راستے کی ہو۔ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ
- ☆ دعوت حکمت کے ساتھ ہو۔ بِالْحِكْمَةِ
- ☆ دعوت اچھی نصیحت کے ساتھ ہو۔ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
- ☆ دعوت جدال (مباحثہ) کے بہترین اسلوب کے ساتھ ہو۔ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ
- ☆ حدود کے اندر شر کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ
- ☆ دعوت میں صبر و استقامت - وَاصْبِرْ
- ☆ مکر اور سازشوں سے آزردہ نہ ہونے کی ہدایت۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
- ☆ تقویٰ سے اللہ کی معیت کا حصول۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا
- ☆ احسان سے اللہ کی معیت کا حصول۔ وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

وَ اصْبِرْ - (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبر کریں

مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ - اور نہیں ہے آپ کا صبر مگر اللہ (کی توفیق) سے

وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ - اور نہ غمگیں ہوں اِن (لوگوں) پر

حَزَنَ يَحْزُنُ ، حُزْنٌ : غم کرنا، دکھی ہونا

وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ - اور نہ تنگ دل ہوں آپ

ضَيْق : تنگ ہونا (تنگ)

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ - اس سے جو یہ چالبازیاں کررہے ہیں

مَكَرَ يَمْكُرُ ، مَكْرًا: تدبیر کرنا، چال چلنا

اِنَّ اللّٰهَ - بے شک اللہ تعالیٰ

مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا - ان کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا

وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ - اور ان لوگوں کے (ساتھ ہے) جو احسان کرنے والے ہیں

وَ اصۡبِرۡ وَ مَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾

اے محمدؐ، صبر سے کام کیے جاؤ اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اِن لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو

اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں

And bear with patience, (O Muhammad) - and your patience is only because of the help of Allah - and do not grieve over them, nor feel distressed by their evil plans.

For surely Allah is with those who hold Him in fear and do good.

محمد اقبال

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

صبر کی ہدایت

- اس آیت کریمہ میں خطاب اگرچہ نبی کریم ﷺ کو ہے لیکن روئے سخن عام مسلمانوں کی طرف ہے۔ کہ دعوت اسلام کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچیں، ان پر صبر کریں اور اگر مشرکین مکہ اسلام قبول نہیں کرتے تو آپ غم نہ کھائیں اور ان کی سازشوں کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی اور آپ کا حامی و ناصر ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے ان بندوں کا معین ومددگار ہوتا ہے جو خیر کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں، ان کی حفاظت کرتا ہے اور انھیں ان کے دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے

حصول صبر کی تدبیر

- یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر حال میں اور ہر اذیت پر صبر کرنا بعض دفعہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ عزت نفس، ضمیر کی آواز، بے بسی کا احساس بعض دفعہ انسان کو کچھ نہ کچھ کر گزرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ ایسی صورت میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں
- یہی وہ صبر ہے جسے نماز کے ذریعے حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ کے راستے میں جب بھی کسی کمزور لمحے، کسی بیکسی، کسی لاچاری، یا کسی کمزوری کا سامنا ہو تو رب کے حضور کھڑے ہو جائیں، اپنی بے بسی کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو آواز دیں۔ مشکل ترین حالات پر دل کا مضبوطی سے قائم رہنا صرف اسی کی توفیق سے ممکن ہے، جب اس کی توفیق شاملِ حال ہو جاتی ہے تو پھر ممولہ شہباز سے اور ۳۱۳ ہزاروں سے لڑ جاتے ہیں اور کامیابی بھی نصیب ہوتی ہے

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ　　پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کر

سُوْرَةُ النَّحْل

رکوع 16 - آیات 120 تا 128

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت سے توحید اور شکر پر استدلال

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہترین تعارف (اپنی ذات میں آپ ایک امت)
- قریشِ مکہ کو اپنے جدِامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح کفرانِ نعمت سے بچ کر مُوَحِّد اور شکر گذار بننے کی ہدایت
- رب کے راستے کی طرف دعوت کا حکم - دعوت کے آداب بھی سکھائے گئے
- رب کے راستے کی طرف چنا جانا — ایک عظیم سعادت
- بوقتِ ضرورت بدلہ لینے کی اجازت لیکن بدلہ لینے میں انصاف کی تعلیم و تلقین
- صبر اور تقویٰ کی اہمیت - یہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قرب کے حصول کے ذرائع ہیں
- اللہ کی معیت — سرفرازی کا ذریعہ